اتحاد الفریقین
فی
اعتقاد الفریقین

منشی خادم حسین صاحب خادم ان نیکدل اصحاب میں سے ہیں جو دل سے چاہتے ہیں کہ سنی و شیعہ آپس میں مل بیٹھیں۔ اور ایسے مناقشات وغیرہ جرأت چھوڑ دیں۔ جن میں سے دین میں ضعف آتا ہے۔ آپ اکثر ایسے مضامین متعدد رسالوں و اخباروں میں لکھتے رہتے ہیں مگر ان سب میں سے چوٹی کا مضمون یہ ہے جس میں آپ نے تمام متنازعہ فیہا امور پر فریقین کی روایات سے ایک ریویو کر کے بتا دیا ہے کہ معتبر روایات میں اتفاق ہے اور اگر ان پر عملدرآمد کیا جائے تو تمام جھگڑے آج مٹ جاتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ سنی و شیعہ احباب اس مضمون کو بنظرِ غائر مطالعہ فرمائینگے۔ اور نیکدل انصاف خواہ اتحاد پسند قابل مضمون نگار کی محنت کی داد دینگے جس نے اس مضمون کے لکھنے کے لئے بہت سی ضخیم کتابوں (جیسا کہ حوالجات سے ظاہر ہے) کا مطالعہ کیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء عنی و عن سائر المسلمین اگر کوئی شیعہ بزرگ اس بارے میں انصاف سے مختصر تحریر فرمائینگے تو ہم بڑے شوق سے اسے بھی پڑھینگے۔ وفقہ اللہ و ایانا لتائید الحق

ذیل میں بعض ایسے مسائل کتب شیعہ سے اخذ کر کے ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں جن پر اکثر شیعہ و سنی میں تکرار رہتی ہے۔ حالانکہ دراصل وہ چنداں قابل تکرار نہیں۔

اس موقعہ پر قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر متنازعہ فیہ مسائل اسقدر قابل نزاع نہ تھے تو گزشتہ تیرہ سو برس میں امت محمدیہ میں جو بیشمار جنگ و جدال کی آگ مشتعل رہی اور بیشمار مالی و جانی نقصان بھی ہوا ہے اسکا ذمہ وار کون ہے ؟

بجواب گزارش ہے۔ کہ جیسا کہ آئندہ جا کر ناظرین پر منکشف ہو جائیگا۔ فی الواقعہ کوئی مسئلہ ایسا

اہم نہ تھا جس کی بنا پر دونوں فرقوں میں اسقدر بغض و عناد کی ناگوار صورت پیدا ہوجاتی۔ اور جس میں کسی نہ کسی طرح اتفاق ناممکن تھا۔ بلکہ جو امر مانع اتحاد رہا وہ زیادہ تر بعض امراء و سلاطین اور انکے منظور نظر علمائے دین کی نفسانیت تھی۔ اور اسی لئے وہی لوگ ان تمام بربادیوں کے ذمہ دار ہیں۔ جونیک منش مسلمان غریب مسلمانوں کی دینی و دنیوی ترقی کے لئے آرزومند ہیں۔ اور اُن اسباب کے فراہم کرنے کے متلاشی رہتے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے ان دو عظیم الشان قدیمی فرقوں میں تباغض و منافرت کا ایک حد تک سدباب ہوجائے۔ اور بجائے فتنہ پردازی کے اخوت اسلامی کی روح ایکدفعہ پھر مسلمانوں میں عود کر آئے۔ یقین ہے کہ اس مضمون کو کمال دلچسپی سے ملاحظہ کرینگے۔ اور خاکسار راقم مضمون کو دعائے خیر سے یاد شاد فرمائیں گے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

مسائل متحدہ فریقین

(۱) اوّل۔ قال رسول اللہؐ علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین المھدیین۔ مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنّت فصل ثانی صـ۳۰۔

(۱) شیعہ بھی اہل سنت ہیں۔ ملا خلیل قزوینی شیعی شارح اصول کافی فرماتے ہیں "واہل سنت درحقیقت شیعہ دوازدہ امام اند" صافی شرح کافی کتاب العقل باب الاخذ بالسنۃ وشواہد الکتاب مطبوعہ نول کشور لکھنؤ صفحہ ۱۵۱۔

(ب) امام حسن علیہ السلام نے جو عہدنامہ صلح امیر معاویہ سے لکھوایا تھا۔ اسکے پہلے فقرہ میں لکھوایا تھا۔ کہ درمیان مردم بہ کتاب خدا و سنت رسول خدا و سیرت خلفائے رضا شائستہ (راشدین پر) عمل کرے۔ جلاء العیون مجلسی اردو مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۳۱۵

(ج) جناب علی ایک خطبہ میں فرماتے ہیں۔ کہ سواد اعظم کے ساتھ ہمیشہ پیوستہ رہو۔ خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے والزموا السواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعۃ نہج البلاغہ مصری حصہ اول صـ۳۶۱ مطبوعہ مصر۔

(۵) جناب علی و امام حسن و امام حسین علیہم السلام نے اپنے صاحبزادوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھے۔ جلاء العیون مجلسی و ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم اسامی شہدائے کربلا

(۲) دوم۔ افضلیت قرآن و سنت رسول صلعم

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدیٰ ھدی محمد صلعم مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ فصل اوّل

(۲) عبداللہ بن ابی عوفیٰ رض سے پوچھا گیا کہ رسول صلعم نے بوقت وفات کونسی وصیت فرمائی انہوں نے کہا کہ وصیت تو کوئی نہیں فرمائی۔ راوی نے کہا پھر لوگوں پر وصیت کرنا کیسے لازم ہو گیا یا حکم لگایا۔ کہ وصیت کیا کریں" قال اوصی بکتاب اللہ" تو کہا کہ ہاں کتاب خدا کی وصیت فرمائی بخاری کتاب الشروط باب الشروط صفحہ ۳۸۲

روایات شیعہ (۱) رسول اللہ صلعم نے فرمایا قرآن کی بزرگی تمام کلاموں پر اس طرح ہے جس طرح خدا کو اپنی مخلوق پر ہے۔ فضل القراٰن علیٰ سائر الکلام کفضل اللہ علیٰ خلقہٖ رسول صلعم سے پوچھا گیا۔ کہ خدا کے نزدیک سب سے بڑا عمل کونسا ہے تو فرمایا قرآن کا پڑھنا فان رسول اللہ سئل ای الاعمال افضل عند اللہ قال قرا ئتہ القراٰن جامع الاخبار شیخ صدوق فصل ۲۱ فی القراٰن مطبوعہ ایران

(ب) عیاشی مفسر قرآن نے روایت کی ہے۔ حارث الاعور سے کہ میں جناب علی علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور عرض کیا یا امیرالمومنین جب ہم آپکی خدمت میں مشرف ہوتے ہیں۔ تو ایسی باتیں سنتے ہیں جن سے ہمارا دین اور قوی ہوتا ہے۔ لیکن جب آپ سے رخصت ہو کر جاتے ہیں۔ تو لوگوں سے مختلف اور مبہم باتیں سنتے ہیں۔ جنکی سمجھ ہی نہیں آتی۔ کہ انکا مطلب کیا ہی جناب نے فرمایا کہ کیا ایسا کرتے ہیں۔ پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا کہ ہمارے پاس جبریل آئے اور کہا اے محمد صلعم عنقریب تیری امت میں فتنہ ہو گا جس پر مینے دریافت کیا کہ اس فتنہ سے نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟ تو کہا کتاب اللہ کیونکہ اس

میں تم سے پہلوں کے حالات ہیں اور نیز تم سے مابعد آنے والوں کے اور وہ حَکَم ہے اور فیصلہ کرنے والا ہے (حق و باطل میں) اور کلام ہزل نہیں ہے الخ اتانی جبریل فقال یا محمد لتکون فی امتک فتنة قلت فما المخرج فقال کتاب اللہ فیہ بیان ما قبلکم من خبر و خبر ما بعدکم وحکم ما بینکم وھو الفصل لیس بالھزل من التمس الھدیٰ فی غیرہ اضلہ اللہ وھو حبل اللہ المتین وھو الذکر الحکیم وھو الصراط المستقیم الخ

اصول کافی اور عیاشی نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے جس میں سے ایک جملہ یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب فتنے شب تاریک کی طرح تم پر سایہ افگن ہو جائیں تو اسوقت قرآن کو نصب العین بنانا کیونکہ وہ شفاعت کرنیوالا اور شفاعت کیا گیا ہے باطل کے مٹانے والا اور حق کی تصدیق کرنے والا ہے۔ جس نے اسکو امام بنایا۔ وہ اسکو جنت میں لیجائیگا۔ اور جس نے اسکو پس پُشت ڈالا وہ اسکو جہنم میں پھینکدیگا۔ وہ راہنما ہے۔ اور بھلائی کی رہنمائی کرتا ہے فاذا التبست علیکم الفتن کقطع اللیل المظلم فعلیکم بالقرآن فانہ شافع مشفع وماحل مصدق ومن جعلہ امامہ قادہ الی الجنة ومن جعلہ خلفہ ساقہ الی النار وھو الدلیل یدل علیٰ خیر سبیل الخ

فرمایا رسول صلعم نے کہ قیامت کے دن مجھ سے تبلیغ رسالت کی بابت پوچھا جائیگا۔ اور تم سے پوچھا جائیگا۔ کتاب خدا اور میری سنت پر کہانتک عمل کیا۔ انی مسئول عن تبلیغ الرسالة واما انتم فتسئلون عما حملتم من کتاب اللہ وسنتی

روایات مذکورہ بالا کے لئے دیکھو مقدمہ اولی فی نبذ مما جاء فی الوصیة بالتمسک بالقرآن وفضلہ تفسیر صافی ملا محسن فیض مطبوعہ بمبئی

(جر) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں قیامت کے دن قرآن مجید سے بڑھکر نہ کوئی نبی شفاعت کر سکے گا نہ کوئی ملک نہ کوئی اور ما من شفیع افضل منزلة عند اللہ تعالیٰ یوم القیٰمة من القرآن لا نبی ولا ملک ولا غیرہ۔ نہج البلاغة مشمولہ شرح علامہ ابن میثم مطبوعہ ایران جلد ۲

(۵) جناب علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کوئی قول مفید نہیں جب تک اسپر عمل بھی نہ کیا جائے اور کوئی قول و فعل مفید نہیں جب تک اسکی نیت نہ کیجائے اور کوئی قول و فعل و نیت مفید نہیں جبتک وہ سنت رسول اللہ صلعم پر مبنی نہ ہو۔ عن امیر المومنین قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ لاقول الا بعمل ولا قول ولا عمل الا بنیة ولا قول و عمل و نیتہ الا باصابة السنة۔ اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۳۸

(۶) امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جس نے کتاب اللہ اور سنت محمد صلعم کے خلاف کیا تحقیق اسنے کفر کیا من خالف کتاب اللہ و سنة محمد فقد کفر اصول کافی ص ۳۸

(۳) سوم۔ مخالفت سب صحابہ رض لا تسبوا اصحابی

ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے صحابہؓ کو برا نہ کہو اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں خرچ کردے تو ثواب میں صحابہ رض کے ایک مد کے برابر بھی نہ ہوگا۔ بلکہ اسکے نصف کے برابر بھی نہ ہوگا بخاری جلد ۳ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۷۹

روایات شیعہ۔ ا۔ جس نے مجھکو برا کہا اسکو قتل کردو۔ جس نے میرے صحابہ کو برا کہا پس تحقیق اسنے کفر کیا۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اسکو کوڑے مارو۔

وقال ص من سبنی فاقتلوہ و من سب اصحابی فقد کفر و فی خبر اخر و من سب اصحابی فاجلدوہ۔

مرے ہوئے لوگونکو برا نہ کہو۔ کیونکہ جو انہوں نے عمل آگے بھیجے تھے اسکا ثمرہ انکو مل چکا ہے۔ لا تسبوا الاموات فانہم قد افضوا الی ما قدموا۔ کتاب جامع الاخبار محقق ابن بابویہ فصل ۱۲۵ فی السب

شیخ طوسی کے سند معتبر سے جناب علیؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ میں تمکو اصحاب پیغمبر کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ انکو دشنام نہ دو۔ وصیت میکنم شما را

باصحاب پیغمبر شما کہ ایشاں زادِ دشنام مدہید حیات القلوب جلد ۲ مطبوعہ نول کشور صفحہ ۵۸۸

(ب) تفسیر مجمع البیان اور تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں ہے۔ کہ جناب صادق علیہ السلام سے آنحضرت صلعم کے اس قول کی تفسیر پوچھی گئی۔ ان الشرک اخفی من دبیب النمل علی صفا سوداء فی لیلۃ ظلماء۔

یعنی فرمایا حضرت صلعم نے کہ چیونٹی جو اندھیری رات میں سیاہ پتھر پر جاری ہو اسکی چال سے بھی شرک زیادہ تر مخفی چیز ہے۔

اسکے جواب میں امام صادق نے فرمایا۔ کہ مومنین لوگ مشرکوں کے معبودوں کو بُرا کہتے تھے اسلئے مشرکین بھی مومنوں کے خدائے برحق کو بُرا کہتے تھے۔ پس خدا نے مومنوں کو انکے معبودوں کو بُرا کہنے سے منع کردیا۔ مبادا کفار مومنوں کے خدا کو بُرا کہنے لگیں۔ اور تا کہ مومنین مشرک باللہ کے مرتکب نہ ہوجائیں۔ ایسے طریق سے جو انکے وہم و گمان میں نہ آئے لکیلا یسبوا الکفار الٰہ المومنین فیکون المومنون قد اشرکوا باللہ من حیث لا یعلمون تفسیر صافی زیر آیت ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ۔

نوٹ۔ گویا سبّ کہنا شرک کے لگ بھگ ہے۔ بلکہ شرک ہے

رسالہ اعتقادات میں امام صادق علیہ السلام کی بابت وارد ہے۔ کہ کسی نے انکو آکر بتلایا کہ ہمنے ایک شخص کو مسجد میں دیکھا ہے۔ کہ آپ کے دشمنوں کے سبّ کرنیکا اعلان کرتا ہے۔ اور خود بھی سبّ کرتا ہے تو آپ نے فرمایا۔ کہ خدا اسکو لعنت کرے اسکو کیا پڑی ہے وہ لوگوں کو ہمارے برخلاف برانگیختہ کرتا ہے حالانکہ خدا نے فرمایا ہے ولا تسبوا الذین یدعون الایۃ تفسیر صافی زیر آیت ولا تسبوا الذین یدعون الخ

نیز دیکھو رسالہ اعتقادیہ محقق ابن بابویہ مع شرح ارشادیہ باب ۳۹ مطبوعہ لکھنؤ

ج۔ جناب علی علیہ السلام نے سنا۔ کہ انکے اصحاب لشکر شام کو بوقت جنگ صفین سبّ کرتے ہیں۔ تو فرمایا کہ مجھکو یہ امر ناگوار ہے کہ تم سب کہنے والے بنجاؤ۔ ومن کلام لہ علیہ السلام وقد

سمع قوماً من اصحابه یسبون اہل شام ایام حربہم بصفین "انی اکرہ ان تکونوا سبابین"
نہج البلاغۃ حصہ اول ص۱۴۲ مطبوعہ مصر

د۔ قال الصادق علیہ السلام لا تدع الیقین بالشک والمکشوف بالخفی ولا تحکم علی ما لم تره بما تروی عنه قد عظم اللہ عز وجل امر الغیبة وسوء الظن باخوانك من المومنین فکیف بالجرأۃ علی اطلاق قوله واعتقاد زور وبهتان فی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال اللہ عز وجل اذ تلقونه بالسنتکم وتقولون بافواهکم ما لیس لکم به علم وتحسبونه هیناً وهو عند اللہ عظیم وما دمت تجد الی تحسین القول والفعل فی غیبتك وحضرتك سبیلا فلا تتخذ غیره قال اللہ تعالیٰ وقولوا للناس حسناً واعلم ان اللہ تعالیٰ اختار لنبیه من اصحابه طائفة اکرمهم باجل الکرامة وحلاهم بحلیة التائید والنصر والاستقامة لصحبته علی المحبوب والمکروه وانطق لسان نبیه محمد صلی اللہ علیه وآله بفضائلهم ومناقبهم وکراماتهم واعتقد محبتهم واذکر فضلهم واحذر مجالسة اهل البدع فانها تنبت فی القلب کفراً وضلالاً وان اشتبه علیك فضیلة بعضهم فکلهم الی عالم الغیوب وقل اللهم انی محب لمن احببته انت ورسولك فانه لم یکلفك فوق ذلك فقط کتاب مصباح الشریعة باب السبعون فی معرفة الصحابة مطبوعہ ایران۔ یعنی فرمایا امام صادق علیہ السلام نے کہ یقینی اور واضح شدہ امور بعض شکوک اور نا معلوم باتوں سے ترک نہ کرے اور جب تک روایت شدہ امر کو مشاہدہ نہ کرے اسپر حکم نہ لگا۔ تحقیق خدا کے نزدیک اگر تو اپنے مومن بھائیوں کی ہی غیبت اور بد گمانی کرے جب بھی بڑی گناہ کی بات ہے۔ چہ جائیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی طرف تو کسی بات کو یا جھوٹے اعتقاد یا بہتان کو منسوب کرے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ (حضرت عائشہ رضؓ پر بہتان باندھنے والوں کی بابت)

جب تم اس معاملہ کو اپنی زبانوں پر لاتے اور اپنی منہ سے وہ بات نکالتے تھے۔ جس کا تمہیں علم نہ تھا۔ اور تم اسے آسان (بات) سمجھتے تھے۔ حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت گناہ کی بات تھی"

اور جب تک تو کسی قول یا فعل کی جو تیری موجودگی میں ہوا یا تیری عدم موجودگی میں ہوا تعریف کرنے کی گنجائش پا سکے تعریف اور تحسین کرتا رہ اور اسکے سوا دوسری راہ اختیار نہ کر۔ خدا تعالے نے فرمایا ہے کہ لوگوں کو اچھی باتیں نرمی سے کہو۔ جان تو کہ اللہ تعالے نے اپنے نبی صلعم کے واسطے اسکے اصحاب میں سے ایک گروہ کو کتنی بڑی بزرگی دیکر مکرم بنا دیا اور دکھ سکھ میں رسول کا ساتھ دینے کے صلہ میں انکو اپنی تائید اور نصرت اور ثابت قدمی کے خلعت سے آراستہ فرمایا۔ اور اپنے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے انکے فضائل ومناقب و انکے اعزاز بیان کرائے پس (اے مخاطب) تو انکی محبت میں قائم رہ اور انکے فضائل بیان کر اور اہل بدعت کی مجلس سے الگ تھلگ رہ کیونکہ وہ دل میں کفر اور گمراہی کو پیدا کرتی ہے اگر کسی اصحاب کی فضیلت میں تجھکو شبہ پیدا ہو جائے تو اسکو خدائے عالم الغیب کے سپرد کر دے اور یہ کہو کہ اے اللہ میں اسکو دوست رکھتا ہوں جس کو تو اور تیرا رسول دوست رکھے اور اس سے دشمنی رکھتا ہوں۔ جو تیرا اور تیرے رسول کا دشمن ہے خدا نے اس سے زیادہ کہنے اور کرنیکا تجھکو مکلف نہیں بنایا۔

۷۔ علامہ میر فتح اللہ شیرازی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب آیت انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم نازل ہوئی (ترجمہ) تحقیق تم اور جس کو اے مشرکو تم پوجتے ہو جہنم کے ایندھن ہو۔

قریش نے کہا کہ اے محمد صلعم ہمارے بتوں کو گالی نہ دیجئے۔ ورنہ ہم بھی آپ کے خدا کی جو صفات کاملہ کے ساتھ بتلاتے ہو برائی کرینگے تو یہ آیت اتری۔ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ یعنی دشنام نہ دو انکو جنہیں یہ پوجتے ہیں سوائے خدا کے اور برائی کیساتھ انکا ذکر نہ کرو۔ ورنہ اسکے مقابلہ میں جہل ونادانی کے باعث یہ بھی خدا کو نا سزا کہیں گے مشرکین

قریش گفتند کہ اے محمدؐ زبان از دشنام بہ بتان ما کوتاہ کن۔ وگرنہ ما خدائے ترا کہ بصفات کاملہ اورا یاد میکنی
ہجو میکنیم آیت آمد "ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ" و دشنام مدہید آنہا را کہ می پرستند
"من دون اللہ" بجز از خدائے و قبائح ایشانرا یاد مکنید "فیسبوا اللہ" کہ ایشان در مقابل آں
ناسزا گویند خدائے را "عدوا بغیر علم" بغیر از علم از روئے جہل و نادانی۔

نوٹ۔ اس روایت و تفسیر آیت سے لفظ "سب" کے معنی و مفہوم پر کسی قدر روشنی پڑتی ہے "فتدبر"
اسی موقعہ پر فاضل مفسر نے ایک اور مسئلہ بھی بیان کیا ہو وہ یہ کہ اگر کوئی کام فرمانبرداری
شریعت کی قسم سے ہو لیکن اسکا نتیجہ اگر نافرمانی کی حد تک جا پہنچے۔ تو اسکا ترک کردینا واجب ہو
کیونکہ "شر" و فساد تک پہنچانیوالا امر خود شر ہے۔

"و دریں دلیل است برآنکہ طاعت ہرگاہ مودی بمعصیت شود۔ ترک آں واجب است۔ چہ
مودی بہ شر شر است"

"و در مجمع آوردہ کہ آیت دلالت میکند برآنکہ جائز نیست کہ از مکلف فعلے یا قولے صادر
شود کہ مودی بہ معصیت غیر او شود"

یعنی مجمع البیان میں ہو کہ یہ آیت (لاتسبوا الذین الخ) دلالت کرتی ہو اسپر کہ مکلف (تابع شریعت)
سے کوئی ایسا فعل یا قول سرزد نہ ہونا چاہیئے۔ جس سے کوئی دوسرا شخص معصیت کا مرتکب ہو
جائے۔

اسکے بعد وہی تفسیر صافی والی روایت لکھی ہے۔ کہ امام صادق علیہ السلام سے کسی نے حدیث
رسول صلعم ان الشرک اخفی من دبیب النمل الخ کے معنے دریافت کئے۔ تو پوری روایت بعینہ
مذکور ہو چکی ہے مگر لکھنے کی حاجت نہیں ہو جس کا مطلب یہ تھا کہ مومن شرک کا ارتکاب کرلیتا ہو
حالانکہ اسکو خبر نہیں ہوتی۔ "از سب اللہ اہل شرک منع نمود تا کفار سب اللہ مومنان نہ کنند و
مومنان ندانستہ آں شرک نیارند یعنی کافر نہ شوند از جائیکہ نہ دانند"
"چہ باعث غیر کفر بر گفتار کلمہ کفر کافر است" یعنی خود اگر مومن کفر نہ کہے لیکن جب وہ

دوسرے کو کلمہ کفر کہنے کا باعث بنتا ہے تو کافر ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر منہج الصادقین مطبوعہ ایران ۱۲۹۶ھ زیر آیت لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ سورہ انعام صفحہ ۳۳۵ و ۳۳۶

(۵) علامہ فخر الدین ولد محمد علی طریح النجفی اپنی مشہور و معروف لغت قرآن و حدیث میں لکھتے ہیں

"فی الحدیث ذکر الرافضۃ والروافض وھم فرقۃ من الشیعۃ رفضوا ای ترکوا زید بن علی حین نھاھم عن الطعن فی الصحابۃ فلما عرفوا مقالہ وانہ لا یبری من الشیخین رفضوہ ثم استعمل ھذا اللقب فی کل من غلا فی ھذا المذھب و اجاز الطعن فی الصحابۃ"۔ دیکھو مجمع البحرین و مطلع النیرین مطبوعہ طہران زیر لفظ رفض صہ ۳۵۲

یعنی حدیث شریف میں رافضہ اور روافض کا ذکر آیا ہے۔ اور یہ شیعہ میں سے وہ فرقہ ہے جنھوں نے رفض کیا یعنے ترک کر دیا حضرت زید بن امام زین العابدین علیہما السلام کو جب کہ اس (زید) نے انکو صحابہ پر طعن کرنے سے منع فرمایا جب انکو معلوم ہو گیا کہ آپ یہ کہتے ہیں۔ اور یہ کہ شیخین پر آپ تبرا نہیں کہتے۔ تو انہوں نے آپکا ساتھ چھوڑ دیا اسکے بعد یہ لفظ مستعمل ہو گیا ہر اس شخص کے لئے جو اس مذہب میں غلو کرے اور صحابہ کے حق میں طعن کرنے کی اجازت دے۔

نوٹ۔ ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ صحابہ رسول صلعم پر عموماً اور جناب شیخین پر خصوصاً طعن کرنا اور تبرا کہنا شیعیان اہل سنت کے شایان شان نہیں ہے بلکہ یہ رافضیوں کا فعل ہے۔ اور یہ کسقدر غور اور مسرت کا مقام ہے کہ خود امام حسین علیہ السلام کے پوتے اور امام زین العابدین علیہ السلام کے نور عین حضرت زید شہید بھی طعن و تبرائے صحابہ رض و شیخین کو ناجائز جانتے تھے۔

(۶) قاضی نور اللہ شوستری کا فتوے بھی سن لیجئے۔ آپ فرماتے ہیں "مفہوم تشیع آنست کہ در صدر صحیفہ معلوم شد و سب و لعن مراد معتبر نیست میگنجد کہ نام خلفائے ثلث مطلقاً بر

زبان شیعہ جاری نہ شود و لعن ایشاں واجب نیست اگر جاہلان شیعہ حکم بوجوب لعن کنند سخن ایشاں معتبر نیست چنانچہ جاہلاں اہل سنت حکم بوجوب قتل شیعہ میکنند" مجالس المومنین مجلس اول مطبوعہ ایران ص۴۸

(ترجمہ) شیعہ کے معنی و مفہوم تو وہی ہیں۔ جو کتاب کے شروع میں بتلائے گئے ہیں (یعنی "شیعہ کسے است کہ خلیفہ بحق بعد از پیغمبر صلوات اللہ علیہ و آلہ امیر المومنین علیہ السلام را داند و سُنّی کسے است کہ ابوبکر را داند" دیباچہ مجالس المومنین ص۹)

اور سب اور لعنت کرنا اس میں معتبر نہیں یہانتک بھی ممکن ہے کہ خلفائے ثلاثہ کا نام ہی زبان پر لایا نہ جائے۔ اور انپر لعنت کرنا واجب نہیں ہے اور جاہل شیعہ سنت کے واجب ہونیکا حکم لگائیں۔ تو ان کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہے جیسے کہ جہلائے اہلسنت شیعوں کے قتل کے واجب ہونے کا حکم لگاتے ہیں۔"

(۴) چہارم۔ مذمت بدعت

فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ فصل ثانی ص۳۰

روایات شیعہ ۔ ا۔ کل حدث بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار جامع الاخبار محقق ابن بابویہ فصل النوادر ص۱۴۲ وہو آخر الکتاب۔

یعنی دین میں ہر نئی بات بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا نتیجہ آگ ہے

(ب) امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے "کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار" اصول کافی مطبوعہ نولکشور ص۳۲ کتاب العلم باب البدع والرائی والمقائیس

(ج) عن زرارۃ ۔ قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الحلال والحرام فقال حلال محمد حلال الی یوم القیمۃ وحرامہ حرام ابداً الی یوم القیمۃ لا یکون غیرہ ولا یجیٔ غیرہ وقال قال علی ما احد ابتدع بدعۃ الا ترک بہا سنۃ اصول کافی ص۳۳ کتاب العلم باب البدع نیز تفسیر صافی جلد ۲ زیر آیت کما صبروا اولوا العزم من الرسل مطبوعہ بمبئی ص۱۶۷

(ترجمہ) زرارہ سے مروی ہے کہا اسنے کہ مینے پوچھا امام صادق علیہ السلام سے بابت حلال اور حرام کے تو فرمایا امام علیہ السلام نے کہ جس چیز کو حلال کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے وہی حلال ہے روز قیامت تک اور جس کو آنحضرت صلعم نے حرام فرمایا وہ ہمیشہ کے لئے روز قیامت تک حرام ہے نہیں ہوگا۔ سوائے اسکے اور نہیں داخل ہوگا شریعت میں سوائے اسکے اور کہا کہ فرمایا ہے جناب علی علیہ السلام نے جس شخص نے کوئی بدعت دین میں تجویز کی ضرور ہے کہ اسنے ایک سنت رسول صلعم کو ترک بھی کیا ہوگا۔

(د) امام صادق سے مروی ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی کون سی بات ہے جس سے انسان مشرک ہو جاتا ہے فرمایا اس طرح پر کہ ایک شخص نے کوئی رائے گھڑلی۔ اور پھر اسکی بنا پر لوگوں سے محبت کرتا ہے یا بغض رکھتا ہے۔

عن الصادق انہ سئل عن ادنی ما یکون الانسان مشرکاً قال من ابتدع رایاً فاحب علیہ او ابغض "تفسیر صافی زیر آیت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الخ سورہ نساء

(ھ) وفی الحدیث عن امیر المومنین علیہ السلام من جدد قبراً و مثل مثالاً فقد خرج من الاسلام الخ من لا یحضرہ الفقیہ (باب النوادر بعد باب التعزیۃ والجزع عند المصیبۃ وزیارۃ القبور والنوح والماتم۔

(ترجمہ) جس نے کوئی قبر نئی بنائی یا کوئی مثال بنائی وہ اسلام سے خارج ہوگیا۔

(و) قال الصدوق واختلف مشائخنا فی معناہ فقال محمد بن الحسن بن الولید یحکی عنہ انہ قال لا یجوز تجدید القبر ولا تطیین جمیعہ بعد مرور الایام وبعد ما طین فی الاول وذکر عن سعد بن عبد اللہ انہ کان یقول انما ہو من حدد قبراً بالحاء المہملۃ یعنی بہ من سنم قبراً وذکر عن احمد بن ابی عبد اللہ البرقی انہ قال انما ہو من جدث قبراً وتفسیر الحدیث الجدث القبر فلاندری ما عنی بہ والذی اذہب الیہ انہ جدد بالجیم ومعناہ نبش قبراً لان من نبش قبراً فقد جددہ واحوج الی تجدیدہ وقد جعلہ

جدثا محفوراً ثم قال اقول ان التجدید علی المعنی الذی ذہب الیہ محمد بن الحسن الصفار

والتحدید بالحاء غیر المعجمۃ الذی وہب الیہ سعد بن عبد اللہ والذی قالہ البرقی

من انہ جدث کلہ داخل فی معنی الحدیث وان من خالف الامام فی التجدید والتسنیم

والنبش واستحل شیئاً من ذلک فقد خرج من الاسلم والذی اقول فی قولہ من

مثل مثالاً یعنی بہ من ابدع بدعۃ ودعا الیہا او وضع دینا فقد خرج من الاسلام

× × × وجد الشیئ جدا بالکسر فھو جدید وھو خلاف القدیم وجد د فلان

الامر واستجدہ اذا احدثہ فھو جدید وھو خلاف القدیم والجدیدان اللیل والنہار

مجمع البحرین زیر لفظ جدد ص ۱۹۱ ومن لا یحضرہ الفقیہ باب النوادر مذکورۃ الصدر

(ترجمہ) فخر المحدثین شیخ صدوق فرماتے ہیں کہ اس حدیث (من جدد قبراً الخ) کے معانی میں ہمارے مشائخ نے اختلاف کیا ہے محمد بن الحسن الصفار نے کہا ہے کہ لفظ جدد ساتھ جیم کے ہی اور سوا اسکے نہیں اور ہمارے شیخ محمد بن الحسن بن ولید سے کہا جاتا ہے کہ انھوں نے کہا کہ جب مدت گزر جائے اور ابتداء میں قبر پر مٹی ڈالدی جائے تو پھر تمام قبر کی تجدید کرنا یا اسپر مٹی لگانا ناجائز ہوجاتا ہے۔ اور بعد میں عبد اللہ کی بابت مذکور ہے کہ کہا انھوں نے کہ حدیث میں (بجائے جدد کے) دراصل حدد ہے ساتھ حاء مہملہ کے اور اسکا مطلب ہے کہ جس نے قبر کو بلند بنایا اور احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے مروی ہے۔ کہ انھوں نے کہا کہ دراصل من جدث قبراً ہے اور جدث کی تفسیر قبر ہے۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ان سے انکا کیا مطلب تھا۔ اور وہ شخص جو اس معنی کی طرف گیا کہ لفظ دراصل جدد ہے ساتھ جیم کے اور اسکے معنے ہیں کھودنا قبر کو (اغلباً بہ ارادہ کفن چرانے کے) کیونکہ جس نے قبر کو کھودا۔ پس تحقیق اسنے اسکی تجدید کی اور اسکی تجدید کی حاجت پڑگئی اور اسنے قبر کو گڑھا بنادیا پھر کہا کہ میں صدوق کہتا ہوں کہ خواہ یہ لفظ بمعنی تجدید کے ہو جس کی طرف محمد بن حسن الصفار گئے ہیں خواہ بمعنی تحدید ہو ساتھ حاء غیر معجمہ کے جسکی طرف سعد بن عبد اللہ گئے ہیں۔ یا وہ معنی جو برقی نے کئے ہیں۔ کہ جس نے قبر بنائی۔ یہ سب

معافی اس حدیث کے اندر داخل ہیں اور تحقیق جس کسی نے مخالفت کی ارشاد امامؑ کی بیچ تجدید و تسنیم و نبش قبر کے اور ان میں سے کسی چیز کو حلال جانا۔ پس وہ خارج ہو گیا اسلام سے۔

اب وہ معنی جو میں (صدوق) کہتا ہوں جناب علی علیہ السلام کے ارشاد من مثل مثالاً میں وہ یہ ہیں۔ کہ اس سے آپکا مطلب تھا۔ کہ جس کسی نے کوئی بدعت ایجاد کی۔ اور دوسرونکو اسکی پیروی کی طرف بلایا۔ یا کوئی دین وضع کر لیا۔ پس تحقیق وہ خارج ہو گیا اسلام سے انتہیٰ (من لا یحضرہ الفقیہ الخ)

(۲) قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ من اتیٰ ذا بدعۃ فوقرہ فقد سعی فی ھدم الاسلام

رسالہ اعتقادیہ مع شرح ارشادیہ مطبوعہ لکھنؤ صہ ۳۳

شیخ صدوق نے رسالہ مذکورہ میں ایک حدیث لکھی ہے کہ فرمایا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے کہ جو کوئی بدعت والے کے پاس جائے اور اسکی بڑائی کرے اسنے درحقیقت اسلام کے برباد کرنے میں کوشش کی مطلب یہ کہ بدعتی کی ہر طرح سے مخالفت اور تحقیر کرنی ضروری ہے نہ کہ اسکی عزت و توقیر کرنا۔

اصول کافی میں یہی حدیث یوں مروی ہے من اتیٰ ذا بدعۃ فعظّمہ فانما یسعی فی ھدم الاسلام۔ کافی کتاب العلم باب البدع صہ ۳۳

(۳) والبدعۃ بالکسر فالسکون الحدث فی الدین وما لیس لہ اصل فی کتاب ولا سنۃ وانما سمیت بدعۃ لان قائلھا ابتدعھا عن نفسہ ومنہ الحدیث من توضأ ثلاثا فقد ابدع ای فعل خلاف السنۃ لان مالم یکن فی زمنہ فھو بدعۃ والبدع بالکسر والفتح جمع بدعۃ قال بعض شراح الحدیث البدعۃ بدعتان بدعۃ ھدی وبدعۃ ضلال فما کان فی خلاف ما امر اللہ بہ ورسولہ فھو فی حیز الذم والانکار وما کان تحت عموم ما ندب اللہ الیہ وحضّ علیہ او رسولہ فھو فی حیز مدح وما لم یکن لہ مثال موجود کنوع من الجود والسخاء وفعل المعروف

فهو من الافعال المحمودة ولا یجوز ان یکون ذالک فی خلاف ما ورد الشرع بہ لان النبیؐ قد جعل لہ فی ذالک ثوابًا فقال من سن سنۃ حسنۃ کان لہ اجرھا و اجر من عمل بھا وقال فی ضدہ من سن سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرھا و وزر من عمل بھا وذالک اذا کان علی خلاف ما امر اللہ بہ و رسولہ ؐ مجمع البحرین زیر لفظ بدع ص ۳۷۲

یعنی لفظ بدعت ساتھ زیر اور جزم کے معنے ہیں نئی بات دین میں اختراع کرنا اور وہ بات جس کی اصل نہ کتاب خدا میں ہو نہ سنت میں اور اسکو اسی لئے بدعت کہا گیا ہے کہ اس کے قائل نے اسکو اپنے دل سے بنایا ہے اور اسکے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ جس نے تین تین دفعہ وضو میں پانی بہایا پس تحقیق اسنے بدعت کی یعنی خلاف سنت کیا کیونکہ جو امر رسول صلعم کے زمانہ میں نہ ہو۔ پس وہ بدعت ہے اور بدع ساتھ زیر اور زبر کے جمع ہے بدعت کی۔ بعض شارحان حدیث نے فرمایا ہے کہ بدعت کی دو قسم ہیں ایک ہدایت والی بدعت دوسرے گمراہی والی پس جو امر خلاف حکم خدا اور رسول کے ہو پس وہ مذمت اور انکار کی حد میں آ جاتا ہے۔ اور جو امر عموماً خدا اور رسول کے فرمان کے ماتحت آسکے پس وہ خوبی کے احاطہ میں داخل ہے۔ اور جو ایسا امر ہو۔ جس کی مثل خواہ موجود ہو مثلاً کسی قسم کی جود اور سخاوت اور بھلائی کا کام پس وہ بھلے کاموں میں سے ہو جاتا ہے اور جائز نہیں کہ اسکو شریعت کے برخلاف کہا جائے کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے اسکے ثواب لگایا ہے اور فرمایا ہے کہ جس نے سنت حسنہ کو جاری کیا واسطے اس شخص کے اسکا اجر ہے اور ساتھ ہی اسپر عمل کرنیوالا کا بھی اور اس کے مقابل میں فرمایا کہ جس نے کسی بُرے طریقہ کو جاری کیا اسکی برائی کا بوجھ اسکی گردن پر ہے اور ساتھ اسپر عمل کرنے والے کی برائی کا بھی۔ اور یہ اس صورت میں ہے کہ وہ طریقہ خدا اور خدا کے رسول صلعم کے حکم کے مخالف ہو۔

پس حضرات اہل سنت و اہل تشیعہ اپنے اپنے موجودہ کاموں پر جنھیں ثواب سمجھ کر کرتے ہیں۔ غور فرمالیں کہ آیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اور پھر خلفائے راشدین

کے عہد میں باوجود ضرورت تنہیا سامان کئے جاتے تھے یا نہیں اگر تھے تو بیشک اب بھی انہیں بجالائیں ورنہ چھوڑ دیں۔

(۵) پنجم مسئلہ خلافت و امامت

(۱) الائمۃ من القریش" مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۴۹

(۲) خلفائے راشدین کی خلافت حسب وعدہ الٰہی مندرجہ آیت استخلاف خلافت حقہ و منجانب اللہ تھی۔

(۳) میعاد خلافت نبوت تیس سال تھی۔ الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ

(۴) خلفائے راشدین میں جناب علی رابع الخلفاء یعنی چوتھے خلیفہ رسول مقبول ہیں۔

(۵) اہلسنت دوازدہ امام علیہم کی دل سے تعظیم کرتے ہیں۔ اور انکو اگرچہ مثل شیعوں کے من کل الوجوہ معصوم نہیں مانتے تاہم انکو علمائے نیکوکار ضرور مانتے ہیں۔

(۶) امامت دوازدہ امام علیہم السلام تابع خلافت نبوت ہے۔

(۷) خلافت کے لئے رسول صلعم نے کسکو صریحاً نامزد نہیں فرمایا

روایات شیعہ۔ بمقابلہ نمبر (۱) قاضی نور اللہ شوستری فرماتے ہیں" پیغمبر صلوات اللہ علیہ و آلہ فرمود کہ الائمۃ من القریش و حاصل آں این است کہ ائمہ و اولیائے آنحضرت صلعم از قریش اند۔ و از غیر قریش نیستند" مجالس المومنین در شرح حدیث الا ان مثل آل محمد کمثل نجوم السماء ص۹ مطبوعہ ایران

(ترجمہ) فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ الائمۃ من القریش۔ اور اسکا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے امام اور اولیاء قریش سے ہونگے اور قریش سے باہر کے نہ ہونگے۔

(۲) کتاب نہج البلاغۃ میں ایک خطبہ ہے جو جناب علی علیہ السلام نے حضرت عمر رض کو فرمایا تھا جبکہ انھوں نے لشکر روم کے مقابلہ کے لئے بذات خود سفر کرنیکا ارادہ کیا تھا اور دوسرے صحابہ رض سے مشورہ کرتے کرتے جناب علی علیہ السلام سے بھی دریافت کیا تھا۔ تو آپنے فرمایا تھا۔ و

قد توکل اللہ لاھل ھٰذا الذین باعزاز الحوزۃ وستر العورۃ والذی نصرھم وھم قلیل لا ینتصرون ومنعھم وھم قلیل لا یمتنعون حی لا یموت۔ نھج البلاغۃ ومن کلام لہ علیہ السلام وقد شاور عمر فی الخروج الی غزو الروم بنفسہ مطبوعہ مصر جلد اول ص۲۷

علامہ ابن میثم اپنی مشہور شرح نہج البلاغہ میں اسکی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ فضمن ستر ذٰلک بافاضۃ النصر علیھم وھٰذا الحکم من قولہ تعالیٰ وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم کما استخلف الذین من قبلھم دیکھو ابن میثم مطبوعہ ایران جزو ۱۹

اسی خطبہ کا ترجمہ فارسی صاحب ناسخ التواریخ نے یوں کیا ہے۔

"فرمود ہمانا حفظ ساحت اہل دین وحراست حریم موحدین را خداوند وکیل وکفیل است آنکس کہ ایشانرا با قلت عدت وضعف نیست نصرت کرد زندہ جاوید است" ناسخ التواریخ جلد دوم کتاب دوئم مطبوعہ ایران ص۲۷۹ زیر عنوان نامہ کردن ابوعبیدہ بعمر بن الخطاب از کثرت سپاہ روم وجنگ ماہان در سال پانزدہم ہجری

حاصل مطلب۔ یعنی اہل اسلام کا کارساز اور ضامن پروردگار ہے وہ ذات جس نے انکی مدد کی باوجودیکہ وہ قلیل اور بے سروسامان تھے ہمیشہ کیلئے زندہ ہے شارح ابن میثم کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ذمہ لیا ہے کہ اپنی نصرت بخشیوں سے انکی پردہ پوشی کرے اور یہ حکم مستنبط ہوتا ہے آیت وعد اللہ الذین اٰمنوا الخ

اسی طرح غزوہ نہاوند کے موقعہ پر عمر نے خود میدان جنگ میں جانیکا ارادہ کرکے صحابہ سے مشورہ کیا۔ تو جناب علی علیہ السلام نے فرمایا

ان ھٰذا الامر لم یکن نصرہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا بقلۃ وھو دین اللہ الذی اظھرہ وجندہ الذی اعدہ واصدہ حتی بلغ ما بلغ وطلع حیث طلع ونحن

علی موعود من اللہ واللہ منجز وعدہ وناصر جندہ الخ نہج البلاغۃ ج اول ص۲۸۴

صاحب ناسخ التواریخ اس خطبہ کا مطلب بزبان فارسی یوں تحریر فرماتے ہیں "وخلاصہ معنی ایں کلمات بفارسی چنیں مینماید کہ علی علیہ السلام فرمود کہ ایں امر را رایت نصرت افراشتن واگرنہ فرو گذاشتن بکثرت وقلت لشکر نیست ایں دینے است کہ خدائے برآوردہ ونیرو دادہ چنانکہ جہاں را فرو گرفت ورسید آنجا کہ رسید واینک ما بر وعدۂ خداوند ایستادہ ایم چہ مومناں را وعدہ نہادہ کہ در ارض خلیفتی دہد چنانکہ پیشینیاں را و دین ایشانرا استوار دارد وخوف ایشانرا بہ امنی بدل فرمائید تا بر ہمہ ادیان غلبہ جویند وخداوند بوعدہ وفا کند ولشکر خودرا نصرت دہد۔ الی آخرہ ناسخ التواریخ جلد دوم کتاب دوم زیر عنوان وقائع سال بیست ویکم ہجری وفتح نہاوند بدست لشکر عرب مطبوعہ ایران ص۳۹۵

یعنی جناب علی علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اس امر خلافت کو نصرت کثرت لشکر پر موقوف نہیں نہ اسکی بے رونقی کا باعث قلت لشکر ہو سکتا ہے۔ یہ وہ دین ہے جس کو خدا نے بنایا۔ اور اس کو طاقت دی چنانچہ وہ عالمگیر ہوگیا اور پہنچگیا جہاں تک کہ اسنے پہنچنا تھا۔ اور ہم تو خدا کے وعدوں کے امیدوار ہیں۔ کیونکہ اسنے خود مومنوں کے ساتھ وعدہ فرمایا ہوا ہے کہ زمین میں انکو خلیفہ بنائیگا جیسے کہ اگلوں کو اسنے بنایا تھا۔ اور یہ انکے دین کو مستحکم کریگا۔ اور انکے خوف کو امن سے بدل دیگا۔ تاکہ تمام دوسرے دینوں پر غالب آجائیں۔ اور خدا اپنے وعدے کو ضرور پورا کریگا۔ اور اپنے لشکر کو نصرت دیگا۔

فروع کافی میں ابی عمیر الزبیری سے ایک طویل روایت ہے کہ اسنے امام صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تھا کہ خدا کے دین کی دعوت کرنا اور جہاد کرنا کسی خاص قوم کے لئے مخصوص ہے یا کہ ہر مسلمان کے لئے مباح ہے امام علیہ السلام نے ان مجاہدین فی سبیل اللہ کے متعلق بڑی شرح وبسط سے ذکر فرمایا ہی جو خدا کی طرف سے مجاز وماذون ہوتے ہیں۔ اسی ضمن میں فرمایا ہی کہ جن مسلمانوں نے قیصر وکسریٰ کے ساتھ جہاد کئے وہ بھی منجانب اللہ ماذون تھے "فقد

قاتلوا ھم باذن اللہ عزوجل لھم فی ذالک" فروع کافی جلد ۳ باب ما یجب علیہ الجھاد ومن لایجب۔

(۳۳) عن اسید بن صفوان صاحب رسول اللہ ص قال لما کان الیوم الذی قبض فیہ امیرالمومنین علیہ السلام ارتج الموضع بالبکاء ودھش الناس کیوم قبض النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وجاء رجل باکیاً وھو مسرع مسترجع وھو یقول الیوم انقطعت خلافۃ النبوۃ الخ اصول کافی کتاب الحجۃ باب مولد امیرالمومنین ص ۲۶۹

صاحب ناسخ التواریخ نے اس روایت کا ترجمہ فارسی میں یوں کیا ہے۔

"از علمائے شیعہ کلینی وصدوق وخبر ایشاں باسناد خود از سید بن صفوان کہ از شناختگان اصحاب رسول خدا است حدیث می کنند کہ چوں امیرالمومنین علیہ السلام ایں جہاں را وداع گفت۔ مانند روز یکہ رسول خدائے صلی اللہ علیہ و آلہ از جہاں برفت دہشت عظیم در مردم افتاد وزمین از فزع وبکا بلرزید مردے پیر فرتوت ہمی استرجاع کرد وہمی گفت امروز خلافت نبوت انقطاع یافت وآں خضر پیغمبر علی نبینا و علیہ السلام بود پس اشک ریزاں وشتاب کناں بیامد تا بر در سرائے علی علیہ السلام بایستاد الخ ناسخ التواریخ جلد سیم از کتاب دویم ذکر ارتحال امیرالمومنین ص ۲۸۴

(ترجمہ) اسید بن صفوان صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہا اس نے کہ جس دن جناب امیرالمومنین علیہ السلام فوت ہوئے۔ آہ وبکا سے زمین کانپنے لگی اور لوگ دہشت زدہ تھے جیسے کہ روز وفات حضرت رسالت مآب صلعم میں ہو گئے تھے اسوقت ایک شخص روتا ہوا آیا اور جلدی جلدی انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھتا اور کہتا تھا کہ آج کے دن نبوت کی خلافت ختم ہو گئی۔

اصل روایت مذکورہ میں تو اس شخص کا نام نہیں ظاہر کیا گیا مگر جیسے فاضل مورخ ناسخ نے لکھا ہے علامہ قزوینی بھی صافی شرح کافی میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"مراد بہ رجل الیاس یا خضر باشد × × × میگفت امروز بریدہ شد جانشینی کہ از روئے علم بہ مسائل باشد یعنی بعد ازیں تا ظہور قائم جانشینی جہل و شیطنت خواہد بود" صافی کتاب الحجۃ باب مولد امیر المومنین ص۱۸۰ مطبوعہ لکھنؤ

یعنی اس شخص سے مراد الیاس ہیں یا خضر اور وہ کہتے تھے کہ آج وہ خلافت قطع ہو گئی جس سے مسائل شرعیہ کا علم حاصل ہوتا تھا۔ اور اس سے مطلب یہ ہے کہ پھر ظہور حضرت مہدی علیہ السلام تک جہالت اور شیطنت کی جانشینی ہو گی۔ استغفر اللہ

(۴۷) ابن بابویہ قال حدثنا ابو الحسن محمد بن ابراھیم بن اسحاق × × × × × قال حدثنی یحییٰ بن سعید البلخی عن علی بن موسیٰ عن ابیہ عن اٰبائہ عن علی بن ابیطالبؑ قال بینا انا امشی مع النبیؐ فی بعض طرقات المدینۃ اذ لقینا شیخ طویل کث اللحیۃ بعید ما بین المنکبین فسلم علی النبیؐ ورحب بہ ثم التفت الیّ فقال السلام علیک یا رابع الخلفاء ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الیس کذالک ھو یا رسول اللہ فقال لہ رسول اللہؐ بلی ثم مضی فقلت یا رسول اللہ ما ھذا الذی قال لی ھذا الشیخ وتصدیقک لہ قال انت کذالک والحمد للہ ان اللہ تعالیٰ قال فی کتابہ انی جاعل فی الارض خلیفہ والخلیفۃ المجعول فیھا اٰدم وقال عزوجل یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق وھو الثانی وقال عزوجل حکایۃ عن موسیٰ حین قال لھرون اخلفنی فی قومی واصلح فھو ھارون اذا استخلفہ موسیٰ فی قومہ وھو الثالث وقال اللہ تعالیٰ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر فکنت انت المبلغ عن اللہ تعالیٰ وعن رسولہ وانت وصیی ووزیری وقاضی دینی والمودی عنی وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی فانت رابع الخلفا کما سلم علیک الشیخ اولا تدری من ھو قلت لا قال ذالک اخوک الخضر علیہ السلام فاعلم دیکھو کتاب غایۃ المرام ہاشم بن سلیمان بحرانی مطبوعہ ایران مقصد اول باب ۲۱ حدیث نمبر ۱ ص۱۲۸ نیز مقصد ثانی باب ۶ حدیث

نمبر ۱۰ عاشر۔ نیز دیکھو مجمع البحرین زیر لفظ خلف نمبر ۹ و ۱۰۔

(ترجمہ) محقق ابن بابویہ نے روایت کی ہے جناب علی علیہ السلام سے کہ فرمایا آپ نے کہ ہم اور جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ جا رہے تھے۔ کہ آگے سے ایک طویل قامت گھنی داڑھی والا جس کے کندھوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا اس سے دوچار ہوئے پہلے رسول صلعم کی خدمت میں سلام اور مرحبا عرض کیا اور پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سلام ہو آپ پر اے چوتھے خلیفے اور خدا کی رحمت اور برکات ہوں پھر کہا اے رسول خدا کیا ایسا ہی نہیں رسول صلعم نے جواب میں فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ پس یہ کہکر وہ بزرگ چلدیئے مینے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ جو اس بزرگ نے کہا اور جس کی کہ آپ نے تصدیق فرمائی۔ اسکا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم ایسے (رابع الخلفاء) ہی ہو والحمد للہ خدائے تعالےٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اور جو خلیفہ اس نے بنایا۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ اور پھر خدا نے فرمایا اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا۔ پس لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو یہ دوسرے خلیفہ تھے اور خدا نے موسیٰ کی طرف سے حکایتاً فرمایا جب کہ انھوں نے ہارون ع کو کہا کہ میری قوم میں میرے خلیفہ بنو اور اصلاح کرو۔ پس وہ ہارون تھے جب کہ قائمقام بنایا۔ انکو موسیٰ نے اپنی قوم میں اور خدا نے فرمایا کہ اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے تمام لوگوں کو حج اکبر کے دن اطلاع دیجاتی ہے۔ پس تم تھے اسکے پہنچانے والے خدا اور اسکے رسول کی طرف سے اور تم میرے وصی اور وزیر ہو اور میرے قرضہ کے ادا کرنے والے اور میری طرف سے ادا کرنے والے اور تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے ہارون تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ پس تم چوتھے خلیفہ ہو جیسے کہ اس بزرگ نے سلام کرتے ہوئے تم سے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ یہ کون تھے مینے عرض کی کہ نہیں آنحضرت صلعم نے فرمایا یہ تمہارے بھائی خضر علیہ السلام تھے۔ پس جان لو۔

نوٹ۔ مطابق اس روایت کے جناب علی چوتھے خلیفہ ہونے تھے خواہ اصحاب ثلاثہ رض خلیفہ ہوتے

یا نہ ہوتے۔ مگر عالم علم لدن حضرت خضر نے آپکے لئے رابع الخلفاء ایسا لقب تجویز کیا کہ خلفائے رسول صلعم میں بھی آپ چوتھے درجہ پر خلیفہ ہوئے۔ اور اس ترتیب خلافت میں آپکی شان اور منزلت میں کوئی کمی بھی نہیں ہوگئی جف القلم بما ھو کائن۔

(۵) بہ ضمن بیان اصول دین۔ دوازدہ امام علیہم السلام کی عصمت کا ذکر کرتے ہوئے خاتم المحدثین ملا باقر مجلسی اپنی آخری تصنیف میں تحریر فرماتے ہیں۔

فقرہ چہارم تصدیق بہ دوازدہ امام خصوصاً عصمت ایشاں کہ بہ عقل و نقل ہر دو ثابت شدہ وبعید نیست قول دیگر کہ اکتفا کنیم در ایمان باعتقاد امامت و وجوب طاعت ہمچنانکہ از حدیث ظاہر میشود

کہ جمعے از راویاں کہ در اعصار ائمہ علیہم السلام بودہ اند از شیعیان اعتقاد بہ عصمت ایشان نہ داشتہ اند بلکہ ایشاں را علمائے نیکو کار میدانستہ اند چنانکہ از رجال کشی ظاہر میشود۔ و مع ذلک ائمہ علیہم السلام حکم بایماں بلکہ بہ عدالت ایشاں میکردہ اند کتاب حق الیقین فارسی فصل ۱۹ در بیان معانی ایمان و اسلام و کفر و ارتداد است۔

ترجمہ۔ تصدیق بارہ اماموں کی خاصکر انکے معصوم ہونیکی ضروری ہے جو کہ معقول و منقول دونوں سے ثابت ہے اور دوسرا قول بھی بعید نہیں ہے۔ کہ ہم ایمان میں صرف اعتقاد امامت اور اماموں کی اطاعت کے واجب ہونے پر ہی بس کریں۔ جیسے کہ حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیعہ راویوں کا ایک گروہ اماموں کے زمانہ میں ہو گزرا ہے جو عصمت ائمہ کے قائل نہ تھے بلکہ انکو علمائے نیکو کار مانتے تھے چنانچہ کتاب رجال کشی سے ظاہر ہوتا ہے باوجود اس اعتقاد کے ائمہ کرام انکو مومن بلکہ روائیت بیان کرنے میں بھی انکو عدول فرمایا کرتے تھے۔

(۶) عن ابی جعفر علیہ السلام قال ان اللہ ارسل محمداً الی الجن والانس وجعل من بعدہ اثنی عشر اوصیاء منہم من سبق ومنہم من بقی وکل وصی جرت بہ سنۃ والاوصیاء الذین من بعد محمد علی سنۃ اوصیاء عیسیٰ وکانوا اثنی عشر وکان امیر المومنین علیہ السلام علیٰ سنۃ المسیح۔ اصول کافی کتاب الحجۃ باب ماجاء

فی الاثنی عشر ص ۳۴۴

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا آپ نے درحقیقت محمد صلعم کو خدا نے جنوں اور انسانوں کی طرف مامور کرکے بھیجا اور آنحضرت صلعم کے بعد بارہ وصی بنائے۔ بعض ان میں سے گزر بھی چکے ہیں اور بعض ان میں سے ابھی باقی ہیں۔ اور تمام وصی ایک خاص سنت کے نمونہ پر ہوتے ہیں تو جن اوصیا نے بعد رسول صلعم کے مقرر ہونا تھا۔ انکو اوصیائے عیسیٰ کی سنت پر کیا گیا۔ جو کہ تعداد میں بارہ تھے۔ اور خود جناب علی حضرت مسیح علیہ السلام کی سنت پر تھے۔

اسجگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صاحب جہاد پیغمبر ہیں۔ اور قرآن میں خدا نے انکو موسیٰ علیہ السلام کا مثیل فرمایا ہے آنحضرت صلعم خود بھی اپنے آپکو مثیل موسیٰ جانتے تھے۔ چنانچہ جناب علی علیہ السلام کو فرمایا انت منی بمنزلہ ھارون من موسیٰ جنگ بدر میں ابوجہل کو فرعون ھٰذہ الامۃ فرمایا۔ تفسیر صافی سورہ انفال ذکر غزوہ بدر۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپکے اوصیاء بجائے موسیٰ کے اوصیاء کے عیسیٰ علیہ السلام کے اوصیاء کی سنت پر جاکر مقرر ہوں کیا موسیٰ کا کوئی وصی نہ تھا ضرور تھا فریقین میں سے کوئی انکار نہیں کرسکتا شیعہ وسنی میں بڑا جھگڑا صرف دوازدہ امام علیہم السلام کی نوعیت امامت یا خلافت کا ہے۔ اس کا تو اس حدیث سے فیصلہ ہوگیا۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ جب دوازدہ امام عیسیٰ کے اوصیاء کو مثیل ہوگئے تو امت محمدیہ میں سے موسیٰ کے اوصیاء کی سنت پر بھی کسی کو ہونا چاہیئے تھا۔ یا نہ؟ اور پھر کوئی ہوا ہے تو وہ کون ہے؟

(۷) جناب علی علیہ السلام نے اپنی خلافت کے شروع ایام میں ذیل کا خطبہ عام لوگوں کو سنایا۔ انی کنت کارھاً للولایۃ علی امۃ محمد صلعم حتی اجتمع رایکم علی ذالک لانی سمعت رسول اللہ ص یقول ایما وال ولی الامر من بعدی اقیم علی حد الصراط ونشرت الملئکۃ صحیفۃ فان کان عادلا انجاہ اللہ بعدلہ وان کان جائرا انتقض بہ الصراط الخ صاحب ناسخ التواریخ نے اسکا فارسی ترجمہ حسب ذیل کیا ہے۔

"ہاں اے مردم نزد خدا مکشوف است کہ من خلیفتی ایں امت را مکروہ داشتم تا شما ہمدست و ہمداستاں شدید و ایں کار برمن افگندید۔ چہ از رسول خدائے صلعم شنیدم کہ فرمود ہر کس بعد از من حکومت امت بدست کند درآں سرائے بر حد صراط بایستم و فرشتگان خدائے نامہ عمل او را باز کنند تا اگر کار بعدل کردہ در گزرد والا بروئے آتش افتد" ناسخ التواریخ جلد سیم کتاب دوئم کتاب جمل مطبوعہ ایران صـ۲۱

یعنی سنو اے لوگو خدا کو معلوم ہے کہ مجھکو خلافت گوارا نہ تھی مگر تم سب متفق ہو گئے۔ اور یہ کام میرے سر پر ڈالدیا (ناگوار ہونے کی) وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول خدا صلعم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جو کوئی بھی امت کا فرمانروا ہے۔ اس جہاں میں پلصراط پر کھڑا ہو جاؤنگا۔ اور خدا کے فرشتے اسکے نامہ اعمال کو کھولکر دیکھیں گے تا کہ اگر عدل سے خلافت کی تو صراط سے گزر جائے۔ ورنہ آگ میں دھکیل دیا جائے۔

(ب) ملا باقر مجلسی نے بھی حیات القلوب میں دو تین جگہ ایسی روایات کو وصایا میں بیان کیا ہے۔ جو آنحضرت صلعم نے مرض الموت میں تمام مہاجرین و انصار کے روبرو فرمائی ہیں بخوف طوالت ایک روایت کا آخری حصہ عرض کرتا ہوں۔

"پس کسے کہ والی امرے شود۔ درمیان مسلمانان باید کہ نیکو کار انصار را بنوازد۔ و از بدکردار ایشاں عفو نماید۔ و ایں آخر مجلسے بود کہ حضرت بر منبر نشست تا آنکہ حق تعالٰے را ملاقات کرد" حیات القلوب جلد ۲ صـ۲۵۲ مطبوعہ نول کشور

یعنی جو کوئی اولی الامر بنے مسلمانوں میں سے۔ اسکو لازم ہے کہ نیکو کار انصاروں پر نوازش کرے اور جو ان سے بدکردار ہوں انکو معاف کر دیا کرے اور یہ آخری مجلس تھی جس میں آنحضرت منبر پر بیٹھے اور اسکے بعد اپنے مولا کریم سے جا ملے۔

(۶) ششم۔ ورثہ انبیا و مسئلہ فدک

(۱) بروایت ابوبکر صدیق رض کہ فرمایا رسول صلعم نے نحن معاشر الانبیاء لا نرث ما ترکناہ صدقۃ

(۲) بروایت عائشہ صدیقہ رض لا نورث ما ترکناہ فھو صدقۃ" موطا امام مالک باب ما

جاء فی ترکۃ النبی مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۸۹

(۳) عن عمرو بن الحارث - ماترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند موتہ درھما ولا دینارا ولا عبدا ولا امۃ ولا شیئا الا بغلۃ البیضاء وسلاحہ وارضا جعلھا صدقۃ - بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الوقف مطبوعہ مصطفائی دھلی ص ۳۸۲ نیز بخاری کتاب الوصایا باب الوصایا مطبوعہ مصر ص ۴۸

(۴) بروایت صدیق - انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول نحن معاشر الانبیاء لا نورث ذھبا ولا فضۃ ولا دارا ولا عقارا وانما نورث الکتب والحکمۃ والعلم والنبوۃ ناسخ التواریخ جلد ۲ کتاب ۲ ص ۹۲

(۵) اظہار رضامندی حضرت سیدہ علیہما السلام ساتھ ابوبکر صدیق درباب معاملہ فدک اخرجہ الشیخان فی کتاب الموافقہ منقول از مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۷۳ ذکر تقسیم میراث آنحضرت صلعم۔

روایات شیعہ۔

(۱و۲و۴) عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان العلماء ورثۃ الانبیاء وذالک ان الانبیاء لم یورثوا درھما ولا دینارا وانما اورثوا احادیث من احادیثھم فمن اخذ بشیئ منھا فقد اخذ حظا وافرا الخ اصول کافی کتاب العلم ص ۱۷

اس حدیث کی شرح میں فاضل قزوینی فرماتے ہیں۔

یعنی روایتے است از امام جعفر صادق علیہ السلام گفت کہ دانایان ہر امت بعد از پیغمبر خود وارثان پیغمبر خودند بیان این آنست کہ پیغمبران بمیراث نہ گذاشتہ اند برائے امت خود زر نقرہ را ونہ طلا را بلکہ آنچہ کہ بمیراث گذاشتہ اند برائے امت سخنے چند است از سخنان ایشان مراد سخنانے است کہ در بیان احکام الہی است خواہ در کتاب الہی صریح باشد وخواہ صریح نہ شدہ باشد مثل آنچہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ آنرا صریح کردہ در کتاب جامع کہ بیانش می آید در حدیث چہارم

باب بستم پس ہر کہ دانش بہم سانیدہ بہرہ برے ازاں سخنان پس فرا گرفتہ حصہ کاملے را از میراث چہ میراث اہل جہان پدراں و خویشاں نسبت بہ آں سہل است الخ صافی شرح کافی کتاب العلم

بخوف طوالت خلاصہ مطلب اصل حدیث لکھا جاتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں یعنی انبیاء کرام ورثہ نہیں دیتے درہم اور دینار جیسے دوسرے دنیادار دیتے ہیں۔ بلکہ ورثہ دیتے ہیں احادیث اپنی احادیث سے اور جس نے اس سے کچھ پایا بہت کچھ پایا۔

وفی الخبر نحن معاشر الانبیاء لا نورث یقرئی بفتح واو وکسرھا قال بعضھم وحکمۃ انھم کالاباء للامۃ فما لھم لکلھم او لئلا یظن بھم الرغبۃ فی الدنیا مجمع البحرین زیر لفظ ورث صفحہ ۱۵۲

(ترجمہ) اور حدیث میں آیا ہے نحن معاشر الانبیاء ہم انبیاء کا گروہ ہیں۔ ہم ورثہ نہیں دیتے بعض نے کہا ہے کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ (انبیاء) اپنی امت کے لئے مانند باپوں کے ہوتے ہیں پس ان کا مال سب امت کے لئے ہوتا ہے یا یہ اسلئے کہا ہے کہ انکے حق میں دنیوی رغبت کا گمان نہ ہو سکے۔ صاحب مجمع نے اس حدیث کی صحت سے انکار لکھا ہے لیکن انکا مطلب اور علت عدم توریث کی یہاں تک معقول ہے کہ اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔

قرآن مجید میں دو پیغمبروں کے ورثہ کا ذکر ہے۔ اس موقعہ پر مناسب ہے کہ اسکی تشریح بھی احادیث ائمہ کرام علیہم السلام سے کیجائے۔ قرآن میں پہلے داؤد علیہ السلام کے ورثہ کو لیتے ہیں وورث داؤد سلیمان۔

اصول کافی میں امام صادق علیہم السلام سے اس ورثہ کی کیفیت یوں مروی ہے قال ابو عبد اللہ ع ان سلیمان ورث داؤد وان محمدا ورث سلیمان وانا ورثنا محمداً الخ اصول کافی کتاب الحجہ صفحہ ۱۳۷

یعنی سلیمان وارث ہوئے داؤد کے اور سلیمان کے وارث ہوئے محمد صلعم اور ہم (ائمہ کرام

نے ورثہ پایا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سے دوسرا ورثہ قرآن میں زکریا اور یحیٰی کے متعلق مذکور ہی یرثنی ویرث من آل یعقوب۔

اسکے متعلق بھی اصول کافی میں امام علیہ السلام سے مروی ہے ثم مات زکریا فورثہ ابنہ یحیی الکتب والحکمۃ وھو صبی صغیر اما تسمع لقولہ عزوجل یا یحیی خذ الکتاب بقوۃ واتیناہ الحکم صبیاً اصول کافی کتاب الحجۃ باب حالات الائمہ فی السن ص۲۴۲

(ترجمہ) پھر فوت ہوئے زکریا علیہ السّلام اور (انکے وارث ہوئے یحیی) ورثہ میں پائی یحیٰی نے کتاب اور حکمۃ حالانکہ وہ خورد سال بچہ تھے کیا تو نے خدا کے قول کو نہیں سنا یا یحیٰی خذ الکتاب بقوہ الآیۃ۔ دونوں ورثوں کے متعلق اب مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔ ناظرین کو خود واضح ہوگیا ہے کہ دونوں مقامات پر دنیاوی مال ودولت کا ورثہ مراد نہیں بلکہ کتاب اور علم اور حکمۃ کے ورثہ سے مراد ہے۔ وہو المراد۔

(۴) علامہ قطب الدین راوندی نے آنحضرت صلعم کے زہد کے ذکر میں روائیت کیا ہے واما زھدہ فھوانہ ملک من اقصیٰ الیمن الی حمان الیٰ اقصیٰ الحجاز الی نواحی العراق ثم توفی ﷺ وعلیہ دین ودرعہ مرھونۃ بطعام لاھلہ ماترک درھما ولا دینا راً ولا شید قصراً ولا غرس نخلاً لنفسہ ولا شق نھراً۔ کتاب الخرائج والجرائح باب فی الموازنۃ من المعجزات۔ یعنی آپ کے زہد کی یہ کیفیت تھی۔ کہ آپ ملک یمن کے پرلے سرے سے عمان اور انتہائے ملک حجاز اور حدود عراق تک کے بادشاہ تھے لیکن جب آپ فوت ہوئے تو آپ کے ذمہ قرضہ واجب الادا تھا اور آپکی زرہ کسی کے پاس گرو تھی۔ جہاں سے اپنے کنبہ والوں کے واسطے جنس خوراک لی گئی تھی چھوڑا آپ نے ایک درہم نہ ایک دینار نہ اپنی ذات کے لئے کوئی محلسرائے تعمیر کرائی نہ کوئی باغ لگوایا۔ نہ کوئی نہر کھدوائی۔

(۵) فاضل ابن میثم بحرانی نے ایک روایت اپنی شرح نہج البلاغۃ میں لکھی ہے جس سے صاف طور پر فدک کی کیفیت اور بالآخر رضامندی حضرت سیدہ ؑ ثابت ہے۔ وہو ہذا

ایک قابل توجہ روائیت

وروی انہ (ابوبکر رض) لما سمع کلامہا احمد اللہ واثنی علیہ وصلی علی رسولہ ثم قال یاخیرۃ النساء وابنۃ خیر الاباء واللہ ما عدوت رای رسول اللہ ص ولا عملت الا بامرہ ص وان الرائد لا یکذب اہلہ قد خلت فابلغت واغلظت فاھجرت فغفر اللہ لنا ولک اما بعد فقد رفع التہ رسول اللہ صلعم ودابتہ وخداہ الی علی واما ما سوی ذالک فانی سمعت رسول اللہ یقول انا معاشر الانبیاء لا نورث ذہبا ولا فضۃ ولا ارضا ولا عقارا ولا دارا ولکنا نورث الایمان والحکمۃ والعلم والسنۃ وقد علمت بما امرنی ونصحت فقالت ان رسول اللہ قد وھبہا لی قال فمن یشہد بذلک فجاء علی ابن ابیطالب وام ایمن فشہدا لہا بذلک فجاء عمر بن الخطاب وعبدالرحمن بن عوف فشہدا ان رسول اللہ یقسمہا فقال ابوبکر صدقت یا ابنۃ رسول اللہ ص وصدق علی وام ایمن وصدق عمر وصدق عبدالرحمن وذالک ان لک ما لابیک ص کان رسول اللہ یاخذ من فدک قوتکم ویقسم الباقی ویحمل منہ فی سبیل اللہ ولک علی اللہ ان اصنع بہا کما کان یصنع ص فرضیت بذلک واخذت العہد علیہ بہ وکان یاخذ غلتہا فیدفع الیہم منہا ما یکفیہم ثم فعلت الخلفاء بعدہ کذلک الی ان ولی معویۃ فاقطع مروان ثلثہا بعد الحسن ثم خلقت لہ فی خلافتہ وتداولہا اولادہ الی ان انتہت الی عمر بن عبدالعزیز فردھا فی خلافتہ علی اولاد فاطمۃ الخ شرح ابن میسم جزو ۵ ص ۳۵ طبوعہ ایران

(ترجمہ) روایت ہے کہ ابوبکر رض نے جب فاطمہ ع کا کلام سنا خدا کی حمد وثنا کہی اور رسول صلعم پر درود بھیجا۔ پھر عرض اے عورتوں میں سب سے بہتر اور باپوں میں سب سے بہتر باپ کی بیٹی خدا کی قسم مینے رسول اللہ صلعم کی رائے مبارک سے تجاوز نہیں کیا ہے اور نہ بغیر انکے حکم کے کوئی کام کیا ہے اور بہ تحقیق سردار قوم اپنے اہل کے ساتھ جھوٹ نہیں بولتا مینے کہا اور پہنچا دیا۔ اور آپ ناراض ہوگئیں اور جدا ہوگئیں خدا تعالےٰ ہمکو اور آپکو بخشدے۔ اما بعد پس تحقیق رسول اللہ ص کے ہتھیار اور علم اور سواری کا جانور مینے علیؑ کو دیدئے ہیں اور ماسوا اسکے مینے رسول اللہ صلعم

سے سنا فرماتے تھے ہم انبیاء کی جماعت نہ اور چاندی اور زمین اور جائداد اور گھر میں کسی کو اپنا وارث نہیں چھوڑتے لیکن ہم ایمان اور حکمت اور علم اور سنت وراثت میں چھوڑتے ہیں اور جو کچھ آنحضرت صلعم نے مجھکو حکم فرمایا تھا۔ مینے اسپر عمل کیا اور خیر خواہی کی سیدہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ (فدک) مجھکو ہبہ کردیا تھا ابو بکرؓ نے عرض کیا اسکا گواہ کون ہے تو جناب علی اور ام ایمنؓ آئے اور اسی رہ میں گواہی دی پھر عمر بن خطاب اور عبد الرحمن بن عوفؓ آئے اور گواہی دی کہ رسول صلعم اسکو تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ ابو بکرؓ نے عرض کی اے دختر رسول خدا آپنے بھی سچ فرمادیا۔ اور عمرؓ اور عبد الرحمنؓ بھی سچے ہیں اور یہ اس طرح پر کہ جو آپکے والد بزرگوار کے لئے تھا وہ آپکے لئے بھی ہے رسول اللہ صلعم فدک کی آمدنی سے آپکا خوراک لیکر باقیماندہ تقسیم فرمادیا کرتے تھے اور خدا کی راہ میں اس میں سے سوار کرتے تھے اور میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ میں اس میں اسی طرح عمل کرونگا جس طرح رسول اللہ فرمایا کرتے تھے اسپر حضرت فاطمہؓ راضی ہوگئیں اور ابو بکرؓ سے اسکا عہد کرالیا اور ابو بکر فدک کے غلہ سے جسقدر آمدنی ہوتی تھی لیکر بقدر ضرورت انکو دیدیا کرتے تھے پھر اور خلفاء بھی اسی کے مطابق کرتے تھے یہانتک کہ معاویہ متولی خلافت ہوا۔ اسنے بعد وفات امام حسنؑ کے تیسرا حصہ مروان کو مخصوص کردیا پھر اسکی خلافت میں یہ خالصہ ہوگیا پھر اسکی اولاد کے بعد دیگرے اسکو لیتی رہی یہانتک عمر بن عبد العزیزؓ خلیفہ ہوئے انھوں نے اپنی خلافت میں اس (فدک) کو اولاد حضرت سیدہؑ کو واپس دیدیا۔

ناسخ التواریخ میں بھی اس روایت کا ابتدائی حصہ اس مقام تک مذکور ہے جہاں حضرت فاطمہؓ نے فدک کے ہبہ ہونیکا ذکر کیا ہے اسکے بعد ابو بکر صدیقؓ نے جو منت وسماجت وعذر خواہی حضرت سیدہؑ کے راضی کرنیمیں کی ہے اسکا ذکر بکمال مبالغہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ابو بکرؓ نے عرض کیا۔ "ومن در تقریر این امر متفرد نہ بودم وبہ ہوائے نفس نہ کردم بلکہ جماعتے از مسلمانان این رائے صواب شمردند اینک حال ومال من مختاری بہر چہ خواہی فرمان میکنی تو سیدہ امت محمدی واز برائے فرزندانت اصلہ طاہری فضیلت ترا دفع نمیتوانم داد ورفعت ترا پست نمیتوان کرد حکم تو بر آنچہ در دست من است جاری است اما در کار فدک چہ توانم کرد آیا تو روا میداری کہ من با پدر تو مخالفت کنم وفرماں اورا دیگر گون سازم" ناسخ التواریخ جلد دوم از کتاب دویم ذکر فدک ص ۹۲ مطبوعہ ایران

(ترجمہ) یعنی میں اس قرارداد میں تنہا نہیں ہوں اور نہ مینے اسکو اپنی خواہش نفس سے ایسا کیا ہے بلکہ مسلمانوں کی ایک جماعت نے اس رائے کو درست جانا ہے اور میرے حال ومال میں آپکو اختیار ہے جو آپکی مرضی ہو ارشاد فرمائیں آپ امت محمدؐ کی سردار ہیں اور اپنے فرزندوں کے لئے اصلہ طاہر آپکی فضیلت کو دور نہیں کرسکتے اور آپکی بزرگی کو پست نہیں کرسکتے آپکا حکم جو کچھ کہ میرے پاس ہے اس میں جاری ہے ص

ص لیکن فدک کے معاملہ میں کیا کروں کیا آپ جائز رکھتی ہیں کہ میں آپکے والد بزرگوار کی مخالفت کروں اور انکے حکم کو ادل بدل کردوں + ہیچمدان خادم حسین خادم عفی عنہ